مثالی ازدواجی زندگی کے سنہری اصول

خوشگوار اور کامیاب
ازدواجی زندگی
گزارنے کے لئے
رہنما کتاب

محبوب العلماء والصلحاء
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
+92-041-2618003

بسم الله الرحمن الرحیم

شوہر کی دس خطرناک غلطیاں

از افادات

پیر طریقت رہبر شریعت مفکر اسلام

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

شوہر کی دس خطرناک غلطیاں

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد !

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ٥

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥

و من ایتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا و جعل

بینکم مودۃ و رحمۃ ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون ٥

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون ٥ و سلام علی المرسلین ٥

والحمد للہ رب العالمین ٥

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی ال سیدنا محمد و بارک وسلم

آج کا عنوان

ہماری آج کی گفتگو کا عنوان یہ ہے کہ ایک شوہر کو گھر میں اپنی بیوی کے ساتھ کس طرح رہنا چاہیے کہ ان کی زندگی سکون اور راحت سے بھرپور ہو اور ان کا گھر خوشیوں کا گہوارہ بن جائے۔ گھر آباد کرنے کے لئے کچھ اصول وضوابط ہوتے ہیں۔ اگر ان کے مطابق زندگی گزاریں تو گھر آباد ہو جاتے ہیں اور جہاں کوئی اصول ہی نہ ہو، کوئی قانون ہی نہ ہو تو وہ گھر تو جانوروں کا ڈربہ ہے۔ اسے کوئی آباد گھر نہیں کہہ سکتا۔

شادی کا مقصد

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

و من ایتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا و جعل بینکم مودۃ و رحمۃ ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون ۞

[اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تم میں سے تمہارے لئے جوڑا بنایا، تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرسکو۔ اور تمہارے درمیان مودت ورحمت رکھ دی۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کیلئے]

تو معلوم ہوا کہ شادی کا مقصد یہ ہے کہ سکون حاصل ہو۔ جو لوگ شریعت وسنت کے طریقوں والی زندگی گزارتے ہیں ان کی زندگی میں سکون ہوتا ہے۔ اور جہاں آپ دیکھیں کہ میاں بیوی کی زندگی میں سکون نہیں ہر وقت کا جھگڑا ہے، چخ چخ ہے۔ ہر وقت جلی کٹی باتیں ایک دوسرے کو کرتے رہتے ہیں۔ بحث مباحثہ میں الجھے رہتے ہیں، سمجھ لیں کہ کہیں نہ کہیں دال میں کالا ہے۔ بیوی کی طرف سے کوتاہی ہے یا میاں کی طرف سے کوتاہی ہے اور عام طور پر ہمارا تجربہ یہی ہے کہ دونوں طرف سے کوتاہی ہوتی ہے۔ تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی دونوں ہاتھوں سے بجا کرتی ہے، جب دونوں طرف سے کمی کوتاہی ہوتی ہے تو پھر زندگی کا سکون غارت ہو جاتا ہے اور انسان کے گھر کی زندگی اس کے لئے جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے۔

پرسکون زندگی کیسے؟

شادی کے ذریعے پرسکون زندگی کیسے حاصل ہوتی ہے اس کے لئے قرآن مجید میں دو الفاظ استعمال ہوئے۔

وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً

اور اس نے تمہارے درمیان مودت اور رحمت رکھ دی گئی۔

مودت کہتے ہیں آپس کے پیار کو جس میں دوستی کا انداز زیادہ ہو۔ اور واقعی شادی شدہ زندگی میں دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک جوانی کا حصہ اور ایک بڑھاپے کا حصہ۔ جوانی میں اگر میاں بیوی کسی وقت ایک دوسرے سے لڑ جھگڑ بھی بیٹھتے ہیں تو جنسی تقاضا ایسا ہوتا ہے کہ کچھ وقت بعد ایک دوسرے کے ساتھ پھر اکٹھے ہوتے ہیں۔ دونوں کو جنسی خواہش مجبور کرتی ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھے ہوں۔ تو معلوم ہوا کہ جوانی کے اندر تو جنسی کشش دونوں کو اکٹھا رکھتی ہے۔ اس لئے اس میں مودت کا لفظ استعمال کیا۔ یعنی دونوں میں دوستی کا پہلو غالب ہوتا ہے۔ لیکن جب انسان بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس وقت میاں کو بیوی کی ضرورت نہیں ہوتی اور بیوی کو میاں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ جنسی تعلق یا تو بہت کمزور ہو جاتا ہے۔ یا پھر بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ جوڑ کے رکھنے والا وہ جو جنسی تقاضا تھا وہ تو ختم ہو گیا۔ اب دونوں میاں بیوی کیسے مل کر زندگی گزاریں گے۔ تو قرآن مجید کا خوبصورت انداز دیکھئے، بلاغت دیکھئے، قرآن مجید کا اعجاز دیکھئے کہ اس کے لئے رحمت کا لفظ استعمال کیا۔

رحمت سے مراد دوسرے کے اوپر شفقت کا ہونا، ترس کھانا۔ کیا مطلب؟ مطلب یہ ہے کہ اب تمہاری بیوی نے جوانی تمہاری خاطر لٹا دی، اب وہ بڑھیا ہو چکی ہے، اگرچہ اب تمہاری ضرورت کے قابل نہیں لیکن اتنا عرصہ تمہاری وہ خدمت کر چکی آخر اس کا بھی تو اس کو کوئی صلہ ملنا چاہیے۔ اس لئے قرآن مجید نے رحمت کا لفظ استعمال کیا۔ چنانچہ بڑھاپے میں خاوند کو یہ سوچنا چاہیے کہ جس لڑکی نے اپنی جوانی میرے نام پر گزار دی، میرے بچوں کی تربیت میں گزار دی، میری

خادمہ بن کر جوانی گزار دی، اب وہ بڑھاپے میں اگر بیمار بھی ہے، ہڈیوں کا ڈھانچہ بھی ہے، تو جیسی کیسی ہے اب اس کا Cradit (حق) اتنا تو بنتا ہے کہ اب مجھے اس کو اپنے ساتھ رکھنا ہے اب مجھے اس کو اپنے سے دور نہیں کرنا۔ اسی طرح بیوی بھی سوچے کہ خاوند نے اپنی ساری جوانی میرے اور بچوں کے لئے گزار دی۔ اب یہ بیماریوں کا مجموعہ بن گیا۔ مجھے اس کی خدمت اس لئے کرنی ہے کہ اتنا عرصہ اس نے مجھے محبت دی پیار دیا شفقت دی لہٰذا یہ رحمت اور ترس کا پہلو ایک دوسرے پر غالب ہوگا تو پھر بڑھاپے میں بھی دونوں کو آپس میں محبت ہو گی۔ بڑھاپے میں انسان کو نسیان کا مرض ہو جاتا ہے۔ بڑھاپے میں ذرا جلد بازی طبیعت میں آجاتی ہے اور غصہ زیادہ ہو جاتا ہے لیکن جب ایک دوسرے کے اوپر رحمت اور شفقت کا معاملہ غالب ہوگا تو پھر ایک دوسرے کی غلطیوں سے درگزر کرنا آسان ہوگا۔

دین اسلام کا حسن دیکھئے کہ ازدواجی زندگی میں دو لفظ استعمال کئے۔ مودت کا تعلق جوانی کی زندگی کے ساتھ ہے اور رحمت کا تعلق بڑھاپے کی زندگی کے ساتھ ہے۔ بہر حال ہمیں چاہیے کہ ہم اسلامی تعلیمات کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں اور دنیا و آخرت میں سکون پائیں۔

بیوی کی تین بنیادی ضرورتیں

خاوند حضرات کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ دنیا کی ہر عورت کو اپنی ازدواجی زندگی میں تین چیزوں کی بنیادی ضرورت ہوتی ہے۔ گویا وہ تین چیزوں کی طلبگار رہوتی ہے۔

(۱) تحفظ (Protection)

پہلی ڈیمانڈ اس کی Protection (تحفظ) ہے۔ وہ شوہر کی خاطر گھر بار چھوڑ کر آئی ہے۔ اب جہاں پر آئی ہے وہاں اسے Protection (تحفظ) چاہیے۔ اپنی جان کا تحفظ، اپنی عزت کا تحفظ، اپنے ایمان کا تحفظ چاہیے۔

تحفظ کیلئے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کیلئے سر چھپانے کی کوئی ایسی جگہ ہو جہاں وہ اپنے گھر میں اپنے بچوں کے ساتھ محفوظ رہ سکے۔ اس کا خاوند اس کی حفاظت کر سکے۔ یہ اس کا فطری تقاضہ ہے۔ اگر خاوند کسی ایسی جگہ بیوی کو رکھے کہ وہ عدم تحفظ کے احساس کا شکار رہے تو پھر گھر آباد نہیں ہو سکتا۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ خاوند کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کو اس کی تمام تر خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ اپنا لے۔ آخر وہ انسان ہے اس میں اچھائیاں بھی ہو سکتی ہیں اور کچھ خامیاں بھی ہو سکتی ہیں۔ خاوند کو اسے اس کی تمام خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ قبول کر لینا چاہیے اور تحفظ دینا چاہیے۔ خاوند اس کی اچھائی کا بھی ذمہ دار بنے اور برائی کا بھی ذمہ دار بنے۔ بیوی کو یہ تسلی دے کہ ہاں تم میری خاطر اب یہاں آئی ہو، اب تمہارے نفع نقصان کا میں ذمہ دار ہوں۔ یہ نہیں کہ اچھی باتیں ہوئیں تو تب تو ٹھیک ہے اور اگر ذرا سی غلطی ہوئی تو کہیں کہ ہم تمہیں اکھاڑ کر پھینک دیں گے جیسے کسی مرجھائے ہوئے پودے کو پھینک دیتے ہیں۔ تو اس سے Sence of Protection (احساس تحفظ) پیدا نہیں ہوتی۔ خاوند کو چاہیے کہ بیوی کو ایسی محبت دے کہ وہ یہ سمجھے کہ یہ میری اچھائی کو بھی قبول کرے گا اور اگر مجھ سے کوئی کوتاہی ہوئی تو، اس کا حلم اتنا ہے اور ظرف اتنا ہے کہ یہ میری کوتاہی کو بھی قبول کرے گا اور میری اصلاح کی کوشش کرے گا۔ یہ مجھے توڑ کر

پھینک نہیں دے گا۔ جب خاوند کو بیوی یوں محسوس کرے گی کہ یہ میرا سہارا ہے، میری زندگی کا سایہ ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک آسمان کی چھت عطا کر دی اور ایک خاوند کے گھر کی چھت عطا کر دی، میں دو چھتوں میں رہتی ہوں، مجھے اب فکر کی کیا ضرورت ہے۔ عورت کے اندر سے Fear of unknown (انجانا خوف) نکل جاتا ہے کہ کل کو کیا ہو گا میرے مستقبل کا کیا بنے گا، عورت کے ذہن سے یہ خطرہ دور ہو جاتا ہے۔ لہٰذا عورت گھر میں پرسکون ہو جاتی ہے۔

تو سب سے پہلی چیز ازدواجی زندگی میں عورت کو Protection (تحفظ) کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور خاوند کو چاہیے کہ یہ پروٹیکشن اس کو Provide (فراہم) کرے۔

(۲) توجہ (Attention)

اس کی دوسری اہم Demand (ضرورت) ازدواجی زندگی میں یہ ہوتی ہے کہ اسے میاں کی Attention (توجہ) چاہیے ہوتی ہے۔ یعنی خاوند اپنی بیوی کو وقت دے، اس کے ساتھ وقت گزارے، اس کی ضروریات کو محسوس کرے، اس کا حال احوال پوچھے۔ یہ نہیں کہ خاوند دفتر کے کاموں میں مصروف ہے اور بیوی گھر میں بیمار ہے تو کئی کئی دن اس کی طبیعت پوچھنے کی فرصت نہ ہو، اس کو ڈاکٹر کے پاس لے جانے کی فرصت نہ ہو۔ جب عورت کو یہ محسوس ہو گا کہ میرا خاوند تو مجھ پر توجہ ہی نہیں دیتا اور میری کسی ضرورت کا خیال ہی نہیں رکھتا تو عورت کبھی بھی پرسکون زندگی نہیں گزار سکتی۔ لہٰذا خاوند کی ذمہ داریوں میں سے ہے کہ وہ اپنی بیوی کو Attention (توجہ) دے۔

اٹینشن کا یہ مطلب نہیں ہے کہ گھر آ کر وقت تو گزار لیا مگر سارا وقت لڑتے

جھگڑتے گزار دیا، اسے Attention (توجہ) نہیں کہتے۔ یہ تو الٹا دوسرے کو بے سکون کر دینا ہوتا ہے۔ اٹینشن سے مراد یہ کہ دوسرے کو توجہ ملے۔ اس کو Satisfaction (اطمینان) ملے۔ ہر طرح کی Satisfaction (اطمینان) Moral Satisfaction اخلاقی اطمینان بھی اور Sexual Satisfaction (جنسی اطمینان) بھی۔ تو یہ چیز اس کو Attention توجہ دینے سے حاصل ہوگی۔ تسلی مل جائے کہ خاوند میرے پاس آیا۔ زندگی کی کتنی باتیں ہوتی ہیں جو اس نے اپنے خاوند سے کرنی ہوتی ہیں۔ خاوند تو کبھی دفتر میں مصروف، کبھی اپنے بزنس میں مصروف اور وہاں سے جب واپس آتا ہے۔ تو بیوی بیچاری نے اتنی باتیں ہوتی ہیں جو خاوند کے ساتھ share.. کرنی ہوتی ہیں۔ اب یہ میاں اگر کھانا کھا کر سو جائے گا اور بیوی سے بات بھی نہیں کرے گا۔ تو پھر اس کو وہ Moral Support اخلاقی مدد کہاں سے ملے گی۔ تو گویا یہ مورل سپورٹ بھی خاوند نے اسکو فراہم کرنی ہوتی ہے۔ اس کو Share (ساجھ) کرنے کا موقع ملنا چاہیے۔ وہ اپنے دل کا دکھ اور سکھ بتا سکے۔ وہ اپنی ہر ضرورت پر اپنے میاں کے ساتھ تبادلہ خیال کر سکے۔ اس کو کہتے ہیں خاوند کی اٹینشن اس کو مل جانا۔

ہمارے یہاں ہوتا کیا ہے؟ میاں باہر سے آیا اور بیوی اس کے لئے بنی سنوری اور گھر کو صاف ستھرا کر کے کھانا تیار کر کے بیٹھی ہے کہ خاوند آئے گا اور میرے ساتھ کھانا کھائے گا۔ خاوند صاحب اپنے کسی بزنس کے معاملے میں موڈ آف کر کے آئے اور آتے ہی کہنے لگے کہ کھانے کی ضرورت نہیں میں تو بس سوؤں گا۔ سوچئے کہ پھر اس بیوی کے دل پر کیا گزرے گی۔ اگر خاوند بیوی پر توجہ نہ دے، ساس سسر جتنا مرضی اس پر قربان ہوتے پھریں، اس کی نندیں اس کے

جتنے مرضی گن گاتی پھریں۔ بیوی کو کبھی سکون نہیں مل سکتا۔ وہ ہمیشہ پریشان رہے گی۔ اس لئے کہ اس کو خاوند کی توجہ نہیں ملتی۔

کتنی مرتبہ دیکھا۔ کہ اپنوں میں ہی رشتہ داریاں ہوتی ہیں۔ بیوی اپنی خالہ کے گھر جاتی ہے سب لوگ اس کے ساتھ اچھے ہوتے ہیں۔ مگر اس کا میاں کسی بری عادت میں گرفتار ہوتا ہے۔ ہوش بھی نہیں ہوتا پینے پلانے کے چکر میں ہوتا ہے۔ ایسی عورت کو بھی سکون نہیں مل سکتا، اس لئے کہ جس کی خاطر وہ گھر چھوڑ کے آئی۔ اب وہی اس کو توجہ نہیں دے پاتا تو پھر اس کو کیسے سکون ملے گا۔ تو یہ اس کی شرعی ضرورت ہے اور ڈیمانڈ ہے۔ اور یہ خاوند کی ذمہ داری ہے کہ وہ بیوی کو Attention (توجہ) دے تاکہ وہ بیوی اپنے دل کا دکھ سکھ اس کے ساتھ کر سکے۔ اپنا وقت اس کے ساتھ گزار سکے۔

(۳) حوصلہ افزائی (Apprecitaion)

اور ایک تیسری چیز کہ بیوی چاہتی ہے کہ جب میں خاوند کے لئے ہر چیز کی حفاظت کرتی ہوں اور خاوند کے کہنے کے مطابق ہر کام کو پورا کرتی ہوں تو میرے اچھے کام پر مجھے شاباش ملنی چاہیے، تعریف ہونی چاہیے اور میری قدر ہونی چاہیے۔ جب بیوی اچھے کام کرے اور خاوند اس کی پروا ہی نہ کرے اور وہ Inconsiderate (انجان) بن جائے تو پھر بیوی کو کہاں سکون ملے گا۔ کیونکہ اس نے تو بیوی کی کسی اچھی بات کا دھیان ہی نہ دیا۔ بیوی اس کی خاطر اچھے اچھے کھانے بناتی ہے۔ یہ کھا تو لیتا ہے مگر کوئی ایک بات ایسی نہیں کہتا جس سے اس کی Encouragement (حوصلہ افزائی) ہو۔ یا جس سے اس کو Words of satisfaction (تسلی آمیز کلمات) مل جائیں، Words

of encouragement (حوصلہ افزائی کے کلمات) مل جائیں۔تو پھر بیوی کو سکون نہیں ملتا۔ اس لئے کہ Appericiation (تعریف) انسان کی فطرت ہے۔ ہر بندہ اچھا کام کرتا ہے تو چاہتا ہے کہ میرے اچھا کام کو اچھا کہا جائے۔ اگر کوئی اچھے کو اچھا نہ کہے تو اس کا دل ٹوٹتا ہے۔ اس لئے کہ یہ فطری تقاضا ہے۔

خاوند کو اپنی بیوی کو یہ تینوں بنیادی چیزیں فراہم کرنی چاہئیں۔ مگر چونکہ دین کا علم نہیں ہوتا۔ اس لئے خاوندوں کی طرف سے کوتاہیاں ہوتی ہیں۔ غلطیاں ہوتی ہیں۔

شوہروں کی دس خطرناک غلطیاں

آج کی اس محفل میں چونکہ خاوند کے عنوان پر بتانا ہے کہ خاوند کو گھر میں کیسے رہنا چاہیے اس لئے ابتدا میں دس ایسی خطرناک غلطیاں بتا دیتے ہیں جو اکثر وبیشتر خاوند حضرات کر لیتے ہیں اور جن کی وجہ سے گھر کی زندگی بے سکون ہو جاتی ہے۔ خاوند حضرات تک اگر اس عاجز کی آواز پہنچے تو اس کو توجہ سے سنیں۔ دل کے کانوں سے سنیں۔ اور ان باتوں کو اپنے پلے باندھ لیں۔

(۱) بیوی کو نظر انداز کرنا

پہلی غلطی جو عموماً آج کل خاوند کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ بیوی کو نظر انداز کرتے ہیں۔ بیوی کو وقت نہیں دیتے۔ محفل میں بیٹھیں گے تو اور لوگوں کو توجہ دیں گے، بیوی کی طرف دھیان نہیں دیں گے۔ اگر رشتہ داروں کی عورتیں آگئیں تو ان کے ساتھ بڑی خوشی سے باتیں کریں گے مگر بیوی کے ساتھ بات کرنے کی فرصت نہیں۔ اوّل تو گھر میں آتے ہی دیر سے ہیں، اگر آبھی جاتے ہیں تو ادھر ادھر کے کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔ یاد رکھئے اپنی بیوی کو Ignore (نظر انداز)

کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ اس کے بارے میں کتنی ہی حکایتیں اور داستانیں معاشرے میں دیکھنے اور سننے کوملتی ہیں۔ خاوند یہ سمجھتا ہے کہ یہ تو اب ہے ہی بیوی اب اس کو توجہ دینے کی یا محبت دینے کی کیا ضرورت ہے۔

لطیفہ مشہور ہے کہ خاوند بیٹھا کئی گھنٹوں سے کتاب کا مطالعہ کررہا تھا۔ بیوی بیچاری آگے پیچھے طواف کرتی پھر رہی تھی کہ کبھی تو ہماری طرف بھی محبت کی نظر اٹھا کر دیکھیں گے۔ مگر خاوند کو کام سے فرصت نہیں تھی۔ چنانچہ جب اس نے دیکھا کہ اب تو سونے کا وقت بالکل ہی قریب آ گیا اور اس کی تو آنکھیں ہی بند ہو رہی ہیں تو بیوی قریب آئی اور آکر کہنے لگی کاش میں بھی کوئی کتاب ہوتی۔ اتنے گھنٹے آپ مجھے بھی بیٹھ کر دیکھتے رہتے۔ اب خاوند نے بیوی کی طرف دیکھا اور کہنے لگا ہاں تمہیں تو کوئی ڈائری ہونا چاہیے تھا تاکہ ہر سال میں ڈائری کو بدل لیا کرتا۔

اگر خاوند کی سوچ ایسی ہوگی تو سوچئے کہ بیوی کو کہاں سکون ملے گا۔ خاوند اگر دوسروں کے ساتھ محبت و پیار سے باتیں کرتا ہے تو بیوی تو ان سے بھی زیادہ پیار کی مستحق ہے۔ اس کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے اور اس سے بھی محبت کی باتیں کرنی چاہئیں۔ بلکہ ایک کافر نے اپنے ماحول کے حساب سے یہ بات کہی کہ ''جس پیار کی نظر سے خاوند اپنے ہمسائے کی لڑکی کی طرف دیکھ لیتا ہے اگر اس نظر سے ایک بار اپنی بیوی کو دیکھ لے تو اس کا گھر کبھی برباد نہ ہو۔'' خاوند کو چاہیے کہ اپنی بیوی کو بھرپور توجہ دے۔ اس کو محسوس کروائے کہ میرے نزدیک تم بہت کچھ ہو اور میرے دل میں تمہارا بڑا مقام ہے۔ اس طرح بیوی کو Satisfaction مل جاتی ہے۔

بعض دفعہ خاوند آپس میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں کہ جی میں نے کبھی بیوی کو ویلیو ہی نہیں دی۔ وہ پرلے درجے کے بے وقوف ہوتے ہیں۔ ان کو شریعت کا پتہ ہی نہیں ہوتا۔ لگتا ہے کہ شریعت کی ہوا ہی نہیں لگی ہوتی۔ اس لیے وہ اپنے منہ سے

کہتے ہیں کہ ہم تو اپنی بیوی کو نظر انداز کرتے ہیں۔

(۴) طلاق کی دھمکی

دوسری خطرناک غلطی یہ کرتے ہیں کہ بیوی کے سر پر ہر وقت طلاق والی تلوار لٹکائے رکھتے ہیں۔ ذرا سی کوئی بات ہوئی، میں تمہیں فیصلہ دے دوں گا...... میں تمہیں گھر پہنچا دوں گا...... میں تمہیں چھوڑ دوں گا......تم کیا سمجھتی ہو مجھے کئی رشتے ملتے ہیں...... یاد رکھنا جس خاوند نے بیوی کے سر پر طلاق والی تلوار لٹکا دی اب اس بیوی کو کبھی Satisfaction (اطمینان) نہیں ہو سکتی۔ خاوند تو ایک دفعہ کہہ کر چلا گیا کہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا لیکن وہ یہ نہیں سوچتا کہ بیوی کے ذہن کے اندر کیا طوفان مچ گیا۔ اس کو تو اپنی ذات بے سہارا نظر آنے لگ گئی۔ اب وہ بیٹھ کر سوچتی رہتی ہے کہ اگر یہ بندہ مجھے چھوڑ ہی دے گا تو میرا بنے گا کیا؟ اب وہ کیا کرتی ہے یا تو پھر والدین سے اپنی کوئی شرط اور پکی کر لیتی ہے۔ ان کو اپنی ہر ہر بات میں راز دار بناتی ہے تاکہ اگر مجھے خاوند کبھی دھکا دے دے تو کم از کم میں اپنے ماں باپ کے پاس تو چلی جاؤں۔ کیونکہ اب اس کو Sence Of Protection (احساس تحفظ) نہیں رہا۔ کبھی وہ یہ سوچتی ہے کہ اگر خاوند مجھے چھوڑ دے تو میں کیا کروں گی۔ وہ سوچتی ہے کہ اچھا میں جاب کر لوں گی۔ ماں باپ کے گھر تو جا نہیں سکتی۔ اس لئے مجھے اپنے آپ کو سنبھالنا ہے۔ لہٰذا اب اس کے ذہن میں شیطان الٹی سیدھی باتیں ڈالے گا کہ تم اس طرح اپنے آپ کو Support (سہارا) دے لینا اور تم اپنا تعلق فلاں سے بھی رکھو۔

گناہوں کا دروازہ

ہم نے تو یہ تجربہ کیا کہ جو لوگ بات بات پر کہتے ہیں کہ ہم تمہیں طلاق دے

دیں گے ان کی بیویاں اگر دیندار نہ ہوں تو وہ دوسرے مردوں کی چکر میں پڑ جاتی ہیں۔ ان کو بھی Stand by (متبادل) کے طور پر رکھتی ہیں۔ پھر ان کے ذہن میں گناہ گناہ نہیں رہتا۔ شیطان ان کو سکھاتا ہے کہ یہ خاوند تو پتہ نہیں کب تمہیں چھوڑ دے اور ماں باپ کے گھر جا کے تو تو نے بیٹھنا نہیں، لہٰذا اب کسی اور کو سٹینڈ بائی رکھنا چاہیے۔ لہٰذا یہ عورت اپنے خاوند کے گھر رہتے ہوئے کسی نہ کسی سے اپنا تعلق اس درجے میں رکھتی ہے۔ اگر یہ مجھے چھوڑے تو کوئی دوسرا اپنانے والا ہو۔ معلوم ہوا کہ یہ الفاظ، یہ Threat (دھمکی) ایسی ہے کہ عورت کے لئے گناہوں کا دروازہ کھول دیتی ہے۔ خاوندوں کو عقل کے ناخن لینے چاہیے اور یہ الفاظ ان کو قطعاً استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ جب بیوی بنا کر اپنا لیا تو اب زندگی گزارنے کے سودے ہیں۔ جب تم اسے تسلی دو گے اور مطمئن کرو گے تو وہ تمہارا گھر آباد کرے گی۔ یہ کتنی بے وقوفی کی بات ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں اس کو کہتے ہیں کہ میں تمہیں Divorce کر دوں گا۔ میں تمہیں گھر پہنچا کے آؤں گا، ہاں میں تمہیں ماں باپ کے گھر بھیج دوں گا۔ اس سے یہ ہوتا ہے کہ عورت کے ذہن میں Fear of unknown (انجانا سا خوف) رہتا ہے۔ لہٰذا وہ خاوند کے ساتھ کبھی وفادار نہیں رہتی۔ خاوند نہیں سمجھتا کہ طلاق کا لفظ عورت کے لئے بجلی کی طرح ہوتا ہے۔ لہٰذا اس لفظ کو کبھی استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

تجربے کی بات

ہمارے تجربے میں ایک بات آئی۔ ایک میاں بیوی تھے۔ میاں صاحب نے ایم اے کیا ہوا تھا۔ کالج کے اندر پروفیسر تھے اور ان کی بیوی نے ایم اے ایل ایل بی کیا ہوا تھا۔ دونوں نیک دیندار تھے۔ جوان العمر تھے۔ مگر دونوں کے گھر میں کھٹ بٹ رہتی تھی۔ کوئی پرسکون زندگی نہیں تھی۔ شادی کو سات سال گزر گئے۔

سات سالوں میں کوئی سکون کا دن شاید انہوں نے گزارا ہوگا۔ چنانچہ جب دونوں سلسلے میں داخل ہوئے تو دونوں نے اپنی اپنی طرف سے یہ بات پہنچائی۔ بیوی نے علیحدہ خط میں لکھی خاوند نے علیحدہ بیٹھ کر بات کی کہ ہم آپس میں کوئی سیٹ نہیں ہو پائے۔ اگرچہ لکھے پڑھے ہیں اور دیندار ہیں۔ لیکن لگتا ہے کہ ہماری گاڑی لمبی نہیں چلے گی۔ اس عاجز نے ذرا دونوں سے بات معلوم کی تو پتہ چلا کہ میاں صاحب کی عادت تھی کہ ذرا سے غصے میں آ کر کہہ دیتے میں Educated ہوں، پروفیسر ہوں، اگر تم میری بات نہیں مانو گی تو میں تمہیں طلاق دے کر دوسری شادی کر لوں گا۔ اس کی وجہ سے عورت کے اندر Insecurity (عدم تحفظ کا احساس) پیدا ہو گیا تھا۔ اور وہ بھی پھر میاں کے ساتھ جھگڑا کرتی تھی۔ جب اس عاجز نے Diagnose تشخیص کر لیا کہ ان دونوں کے درمیان اصل مرض یہ ہے۔ ایک مرتبہ دونوں کو بلایا۔ بیوی پردے میں آئی۔ خاوند بھی آیا۔ خاوند اور بیوی کو بٹھا کر کہا۔ آپ دونوں کی خوشیوں کا حل اس عاجز کے پاس موجود ہے۔ وہ کہنے لگے کیا؟ میں نے خاوند سے کہا کہ میں حل آپ کو بتاتا ہوں مگر وعدہ کرو کہ اس کو پورا کرو گے۔ مجھے امید ہے کہ اس کے بعد تمہاری زندگی جنت کا نمونہ بنے گی۔ وہ بڑے حیران ہو گئے کہ ایسا کون سا حل ہے۔ میں نے خاوند سے وعدہ لیا کہ میرے ساتھ وعدہ کرو تم اپنی بیوی کو طلاق نہیں دو گے جب تک کہ تم مجھ سے مشورہ نہیں کر لو گے اور میں بھی ہاں نہ کر دوں۔ خاوند نے جب یہ وعدہ کر لیا اب بیوی کو Protection مل گئی۔ سیکورٹی مل گئی۔ چنانچہ جب واپس گئے تو اس کے بعد کبھی ان کے درمیان دوبارہ جھگڑا نہیں ہوا۔ اس لئے کہ بیوی کو اب یقین ہو گیا کہ حضرت صاحب سے میرے خاوند نے وعدہ کر لیا اس لئے اب یہ طلاق مجھے نہیں دے سکتا۔ لہٰذا اب اس کو زندگی کا سکون نصیب ہو گیا۔

طلاق......ایک ناپسندیدہ چیز

ویسے بھی حدیث پاک میں آیا ہے کہ جتنی چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے جائز فرمایا! ان میں سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔ شریعت نے اس کو پسند نہیں کیا۔ ہاں ضرورت اور موقع کے مناسب کبھی ضرورت پڑ جاتی ہے کہ طلاق ہی کسی کے مسئلے کا حل ہوتا ہے تو اس لئے شریعت نے جائز تو کہہ دیا مگر اس کو پسند نہیں کیا۔ لہٰذا خاوندوں کو چاہیے کہ طلاق کا لفظ کبھی اپنی زبان سے نہ نکالیں۔

طلاق سے پہلے

ہاں مسائل ہوتے ہیں پرابلم ہوتے ہیں۔ ان کے اور بھی جائز طریقے ہیں سمجھانے کے۔ ایک طلاق تو اللہ نے سمجھانے کے لئے نہیں بنایا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اس کے سمجھانے کا کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔

قرآن مجید میں نے بیوی کی غلطی پر اس کی تعزیر کا طریقہ بتایا۔ سب سے پہلی بات سمجھائی کہ تم اس سے بولنا بند کردو یعنی بولنا کم کرلو۔ جب کم کرو گے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ تمہیں منائے گی، غلطی سے ہٹ آئے گی۔ اور اگر یہ بھی نہیں تو پھر۔ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ۔ پھر تمہیں چاہیے کہ تم اس سے بستر جدا کرلو۔ تو وہ پھر سمجھ جائے گی کہ میاں مجھ سے واقعی ناراض ہے۔ اب جب اتنی باتیں بتائی گئیں تو اس میں کہیں طلاق کا لفظ تو نہیں بتایا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ شریعت بھی چاہتی ہے کہ سمجھانے کے جو اور طریقے ہیں پہلے ان کو کیا جائے۔

حتیٰ کہ وہ کوئی سخت غلطی گناہ بھی کر بیٹھی ہے تو شریعت کہتی ہے کہ اس کے بعد اگر تم اس کو مارنا بھی چاہو تو شریعت تمہیں تھوڑی سی اجازت دیتی ہے۔ مگر اس کی بھی حدود و قیود ہیں اور یہ عام بات میں نہیں کہ نمک تیز ہو تو ہاتھ اٹھالیا۔ یہ اس

عورت کے لئے ہے جو اخلاقی غلطی کر بیٹھے اس پر مرد کو حکم دیا گیا کہ پہلے تم اس سے ناراض ہو، وہ تمہیں منائے، پھر بھی نہیں سمجھی تو بستر جدا کرلو۔ پھر بھی نہیں سمجھی اب ذرا تھپڑ بھی دو چار لگا دو۔ مگر پشت پہ لگاؤ، چہرے پہ نہیں لگا سکتے۔ ایک صاحب کہنے لگے......او جی اسلام میں بیوی کو مارنے کا حکم ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ مارنے کا حکم تو ہے مگر کس صورت حال میں؟ کہنے لگا، ہاں اگر کوئی وہ اخلاقی غلطی کرنے پھر مارنے کا حکم ہے۔ میں نے کہا آپ کیا چاہتے ہیں کہ وہ اخلاقی غلطی کر کے آئے تو اب خاوند کو چاہیے کہ اس کو حلوہ کھلائے کہ ہاں تم نے بہت اچھا کام کیا۔ میں تمہیں آئس کریم لا کر کھلاتا ہوں۔ اس کا تو حل یہی ہے کہ جب سمجھانے سے بھی نہیں سمجھ آ رہی تو پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانا کرتے۔ اس لئے شریعت نے پھر اس کو علاج کے طور پر یہ کڑوی دوا پلانے کا حکم دیا۔ مگر اس دوران میں کہیں طلاق کا لفظ تو نہیں آیا قرآن پاک کی آیت میں۔ تو معلوم ہوا کہ شریعت بھی یہ چاہتی ہے کہ مسائل کا حل ڈھونڈا جائے۔ مگر طلاق حل نہیں ہے۔

طلاق کا صحیح طریقہ

اور اگر خدانخواستہ کبھی طلاق کی نوبت آ ہی پہنچے تو اس کا بھی ایک طریقہ شریعت نے سمجھایا۔ طلاق کا جہاں حکم آیا شریعت کہتی ہے کہ تم اپنوں میں سے دو بندے بلاؤ ان کے بھی دو بندے بلاؤ۔ وہ آپس میں بیٹھ کر مشورہ کریں۔ وہ طلاق سے پہلے فریقین میں صلح صفائی کی حتی الوسع کوشش کریں۔ جب سب سمجھ لیں کہ صلح کی کوئی صورت نہیں تو پھر حکم ہے کہ اچھے طریقے سے بیوی کو فارغ کر دیا جائے۔ تو معلوم ہوا کہ طلاق سے پہلے بھی مشورے کو رکھا گیا۔ طلاق تو سب سے آخری چیز

ہوتی ہے۔اس سے پہلے کتنے مراحل ہیں۔تو خاوندوں کو یہ بات اچھی طرح سمجھنی چاہیے کہ ذرا ذرا سی بات پہ کہہ دینا کہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا یہ پرلے درجے کی بے وقوفی ہوتی ہے۔

تو خاوند لوگ یہ بہت بڑی کوتاہی کر لیتے ہیں۔ان کو پتہ ہی نہیں ہوتا۔کہ یہ لفظ عورت کے ذہن میں کتنا انقلاب برپا کر دیتا ہے۔اس کے ذہن میں منافقت پیدا کر دیتا ہے۔ اس کی شخصیت کو توڑ کر دو میں بدل دیتا ہے۔ Split personality (منقسم شخصیت) بن جاتی ہے۔طلاق کا نام سن کر اس کے دماغ میں شیطان کسی دوسرے غیر محرم مرد کا تعلق ڈال دیتا ہے اور گناہوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔وہ گھر کسی اور کا بسا رہی ہوتی ہے مگر دل میں کسی اور کو بسا رہی ہوتی ہے۔یہ کتنی واہیات اور بری بات ہے۔لہٰذا خاوندوں کو چاہیے کہ وہ طلاق کی دھمکی کبھی بھی نہ دیں۔

(۳) دوسری شادی کی دھمکی

تیسری خطرناک غلطی یہ ہے کہ خاوند ہر وقت بیوی کو کہتے رہتے ہیں کہ تم تو اتنی خوبصورت نہیں ہو، میں دوسری شادی کر لوں گا۔ یہ دوسری شادی کی دھمکی دینے کی کیا ضرورت ہوتی ہے۔ گو شریعت نے مرد کو اجازت دی ہے کہ وہ چار شادیاں کر سکتا ہے۔لیکن جب اس کی بیوی مرد کے سب تقاضے پورے کر رہی ہے تو کیا مصیبت پڑی ہے کہ بیوی کو دوسری شادی کی دھمکی دی جائے۔یا سوکن لانے کی دھمکی دی جائے۔خواہ مخواہ اس کی زندگی میں بھی پریشانی پیدا کی جائے اور اپنی زندگی میں بھی پریشانی پیدا کی جائے۔

عدل کرنا آسان کام نہیں

یادرکھنا دو بیویوں کے درمیان عدل وانصاف کرنا یہ انسان کے اوپر فرض ہوتا ہے۔اور یہ عدل کرنا انسان کے بس کی بات نہیں ہوتی ۔ سنئے قرآن مجید اس پر گواہی دے رہا ہے۔ارشادفرمایاولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولوا حرصتم ۔تم کتنے ہی حریص کیوں نہ ہوجاؤاور تمہارے اندر کتنا ہی ٹھرکی پن کیوں نہ ہوتم دو بیویوں کے درمیان انصاف نہیں کرسکتے ۔تو جب قرآن یہ کہہ رہا ہے کہ تم انصاف کرہی نہیں سکتے ،کمزور ہو،تو پھر اتنا بڑا بوجھ لے کر قیامت کے دن اللہ کے حضور کیسے جاؤ گے ۔اس لئے حدیث پاک میں آیا ہے کہ جس بندے کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان انصاف نہ کرتا ہو، قیامت کے دن ایک فالج زدہ انسان کی طرح اللہ تعالیٰ کے حضور اس کو کھڑا کیا جائے گا اور پھر اس کو شرمندگی ہوگی کہ میں نے اپنی بیویوں میں ناانصافی کی ۔تو جب اتنا انصاف ہم کرہی نہیں پاتے ۔ یہ بہت بڑا چیلنج ہے ۔لہٰذا دوسری شادی کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہوتی ۔تو ایسی دھمکی دینے کی کیا ضرورت ہوتی ہے۔

دوسری شادی کا خیال کیسے نکلا

اس عاجز نے امریکہ کی ایک کمیونٹی میں بعض بیویوں کی طرف سے یہ باتیں سنیں کہ خاوندہم پرتوجہ نہیں دیتے ۔ان کوخوب سے خوب تر کی تلاش رہتی ہے۔ یہ نیک لوگوں کی باتیں تھیں جو سلسلے میں بیعت تھے ۔ جب اس عاجز نے کمیونٹی کی طرف سے کئی عورتوں سے یہ پیغام سنا اور محسوس کیا تو پھر خاوندوں کی ذرا کلاس لی۔ان کو بلا کر بٹھایا اور حال احوال پوچھے تو پتہ یہی چلا کہ اس ماحول میں چونکہ ان کو ہر طرف گوری لڑکیاں ملتی ہیں اور ایک سے بڑھ کر ایک خوبصورت ہوتی ہے تو

ذہن اسی طرف رہتا ہے کہ یہ بیوی تو اتنی خوبصورت نہیں ، فلاں لڑکی زیادہ خوبصورت ہے، اس کے ساتھ بھی شادی ہوسکتی ہے۔تو اب دوسری شادی کا خیال ان کے ذہن میں ہے۔کریں یا نہ کریں یہ اور بات ہے مگر Option (موقع) ان کو نظر آرہا ہوتا ہے۔لہٰذا اس وجہ سے وہ گھر میں بیوی کو پوری طرح پیار نہیں دیتے۔اس عاجز نے ان سب سے کہا کہ تم اپنے ذہنوں سے آج یہ نکال دو کہ تم نے دوسری شادی کرنی ہے۔جس سے پہلے کر لی ذرا اس کو تو مطمئن کر کے ہمیں دکھادو۔جب اس کو مطمئن کرو گے تب تمہارے بارے میں اگلی بات سوچیں گے۔ چونکہ بیعت کا تعلق تھا اور اس میں نیک دیندار اور متقی لوگ تھے، بڑے بڑے عالم لوگ تھے، کئی بڑے بڑے حافظ تھے قاری تھے اور دوسرے آفیسر حضرات تھے کافی سارا مجمع تھا۔جب سب کو اچھی طرح یہ بات سمجھائی گئی اور ان سے یہ وعدہ لیا گیا کہ تم اپنی موجودہ بیوی کو مطمئن کرو گے تو پھر تم میرے پاس آنا کہ اب ہمیں دوسری کی ضرورت ہے۔جب وہ وعدہ کر کے گئے تو ایک ہفتے کے اندر وہ خود واپس آئے اور کہنے لگے حضرت! عجیب بات ہے۔جس دن سے دوسری شادی کا خیال ہم نے ذہن سے نکال دیا ہمیں پہلی بیوی اتنی پیاری لگنے لگ گئی کہ شکل بھی اچھی لگتی ہے، عقل بھی اچھی لگتی ہے، کام بھی اچھے لگتے ہیں، گھر کے اندر سکون محسوس ہوتا ہے۔ اب ہم نے سو فیصد نظروں کی حفاظت بھی کرنا شروع کردی ہے۔

تو بہت بڑی خطرناک غلطی ہوتی ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو دوسری شادی کی دھمکی دیتے ہیں۔ایک کو سنبھال نہیں سکتے اور دوسری کی باتیں کرتے ہیں۔یہ تو ایسا ہی ہے کہ ایک آدمی ایک من بوجھ تو اٹھا نہ سکے کہ گردن ٹوٹی جارہی ہے اور پھر وہ دعوے کرے کہ میں ایک من اور سر پہ اٹھا لوں گا۔پھر تیری ریڑھ کی ہڈی ٹوٹے گی اور تیرا تماشا دنیا دیکھے گی۔یہی حال اس خاوند کا ہوتا ہے۔لہٰذا یہ خطرناک غلطی کبھی

نہیں کرنی چاہیے۔ یاد رکھنا اگر تمہیں دوسری بیوی مل سکتی ہے تو تمہاری بیوی کو دوسرا خاوند بھی مل سکتا ہے۔ اگر تمہارے Reaction میں آ کر کبھی تمہاری بیوی نے یہ جواب دے دیا کہ ہاں میں بھی دوسری شادی کر کے دکھاؤں گی۔ کیا لڑکی کو دوسرا لڑکا نہیں مل سکتا۔ لہٰذا یہ بڑی بے وقوفی ہوتی ہے۔ بیوی کو کبھی دوسری شادی کی دھمکی نہیں دینی چاہیے۔

(۴) بے عزت کرنا

چوتھی غلطی عام طور پر خاوند حضرات یہ کر لیتے ہیں کہ اپنی بیوی کی کسی غلطی پر اسے لوگوں کے سامنے روک ٹوک کرتے ہیں۔ لوگوں کے سامنے اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ لوگوں کے سامنے بے عزت کر دیتے ہیں اور ڈانٹ پلا دیتے ہیں۔ اپنے طور پر تو وہ اچھے بن جاتے ہیں۔ دوسروں کو میسج مل جاتا ہے کہ دیکھو گھر میں میرا کتنا کنٹرول ہے، بہن کے سامنے بیوی کو ڈانٹ پلا دی۔ ماں کے سامنے بیوی کو ڈانٹ دیا۔ بہن اور ماں کی نظر میں بڑے اچھے بن گئے کہ ہاں ہمارا بیٹا تو بہت کنٹرول رکھتا ہے گھر میں۔ بہن کہتی ہے کہ میرے بھائی کا تو بہت کنٹرول ہے گھر میں۔ یوں وہ اپنی ماں بہن کی نظر میں بڑے اچھے بن گئے۔ مگر حقیقتاً اپنی بیوی کی نظر میں انہوں نے اپنے وقار کو صفر بنا دیا۔ اس لئے کہ ہر ایک کی اپنی عزت نفس ہوتی ہے۔ جب کسی کی عزت نفس کو مجروح کیا جائے گا تو پھر اس انسان کا دل ٹوٹ جائے گا۔ اور یہ چیز گناہ میں شامل ہے۔ اگر ایک چھوٹے بچے کو لوگوں کے سامنے ڈانٹ دیا جائے تو وہ رونا شروع کر دیتا ہے کیونکہ اس کی عزت نفس مجروح ہو جاتی ہے۔ تو پھر عورت تو بالآخر بڑی ہوتی ہے، اس کو تو عزت نفس کی زیادہ پروا ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کی عزت نفس کا خیال رکھنا چاہیے۔ اس کو نصیحت کرنی ہے تو تنہائی

میں کرو اور اگر تعریف کرنی ہے لوگوں کے سامنے کرو۔ اس کو زندگی کا اصول بنالو تنہائی میں اگر بیوی کو جلی کٹی بھی سنادو گے بیوی بیچاری برداشت کر لے گی مگر لوگوں کے سامنے کی ذلت برداشت کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے یہ بات ذہن میں رکھیں کہ بیوی کو دوسروں کے سامنے کبھی بھی اس طرح تنقید کا نشانہ نہ بنائے۔ وہ زندگی کی ساتھی ہے۔ تھوڑا وقت دونوں کو علیحدگی میں ملتا ہے۔ ایک دوسرے کو سمجھا دو جو سمجھانا ہے لوگوں میں تم اس قسم کی باتیں کرو گے۔ تمہاری اپنی پوزیشن ان بیلنس ہو جائے گی۔

علماء نے لکھا ہے کہ بچہ جب تنہائی میں گرتا ہے اس کو زیادہ چوٹ لگتی ہے وہ نہیں روتا اور اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر لوگوں کے سامنے گر جائے۔ اس سے آدھی چوٹ بھی لگے تو رونا شروع کر دیتا ہے۔ اس لئے کہ لوگوں کے سامنے اس کی عزت نفس مجروح ہوئی ہے۔ وہ درد سے نہیں رو رہا ہوتا عزت نفس مجروح ہونے کی وجہ سے رو رہا ہوتا ہے۔ لہٰذا کبھی بھی انسان عزت نفس کو مجروح نہ کرے۔

(۵) وقت نہ دینا

پانچویں خطرناک غلطی عام طور پر خاوند یہ کرتے ہیں کہ بیوی کو وقت نہیں دیتے بلکہ جب وقت ملا۔ اب امی کے پاس بیٹھے باتیں چل رہی ہیں۔ رات کے بارہ بج گئے نیند سے جب آنکھیں پُر ہو گئیں اب کمرے میں آکر دھم سے لیٹ گئے اور بیوی سے بات بھی نہ کی۔ کچھ پوچھا بھی نہیں کہ تم جیتی ہو یا مرتی ہو۔ تمہاری طبیعت ٹھیک ہے یا بیمار ہو۔ اب اگر خاوند وقت ہی نہیں دے گا۔ تو صاف ظاہر ہے کہ یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ اس کا شرعی تقاضا ہے کہ بیوی کو خاوند کا وقت ملے۔

لہٰذا وقت دینا چاہیے۔ کچھ نوجوانوں میں یہ عادت ہوتی ہے کہ دوستوں کی محفل کی زینت بن کر بیٹھ جاتے ہیں اور رات کو بارہ ایک بجے گھر آنے کی عادت ہوتی ہے۔ یہ لوگ اپنے گھر کو اجاڑ بیٹھتے ہیں اور دوستوں کی محفل کو سنوار بیٹھتے ہیں۔ تو بھلا کیا فائدہ اس کا، زیادہ سے زیادہ بیوی کو وقت دینا چاہیے۔ کئی گھر میں آ تو جلدی جاتے ہیں لیکن بہن بھائیوں میں بیٹھے رہتے ہیں یا ماں یا باپ کے پاس بیٹھے رہتے ہیں۔ دوسرے افراد خانہ کے پاس بیٹھے رہتے ہیں مگر بیوی کو وقت نہیں دیتے۔ یہ چیز بالآخر جھگڑے کا ذریعہ بنتی ہے۔ یہ بیوی کا بنیادی حق ہے کہ خاوند اس کو وقت دے۔

بعض نیکوکار مردوں کی غلطی

کئی مرتبہ نیکوکاری کی وجہ سے لوگ اپنی بیوی کو وقت نہیں دے سکتے۔ اب میں مراقبے میں جا رہا ہوں، میں ذکر میں جا رہا ہوں، میں پیر صاحب کی محفل میں جا رہا ہوں، یا میں اپنے استاد سے پڑھنے جا رہا ہوں، مدرسے میں جا رہا ہوں یا اپنا گشت کرنے جا رہا ہوں۔ یہ سب لوگ دین کا کام کرنے والے ہوتے ہیں مگر دین کے کاموں کو اتنا اپنے اوپر سوار کر لیتے ہیں کہ بیوی کو گھر میں وقت نہیں دیتے۔ یہ نیک لوگ ہوتے ہیں، متقی پرہیز گار ہوتے ہیں لیکن بہت بڑی غلطی کر لیتے ہیں۔ جب یہ بیوی کو وقت نہیں دیتے تو نتیجہ اس کا کیا ہوتا ہے کہ گھر کی زندگی بے مزہ ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک عورت آئی۔ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کی عدالت تھی۔ اس کے سامنے آ کر اس نے اپنے خاوند کی تعریفیں شروع کر دیں کہنے لگی کہ میرا خاوند بڑا نیک ہے۔ بہت اچھا ہے سارا دن

روزہ رکھتا ہے ساری رات عبادت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن پڑھنے میں وقت گزار دیتا ہے۔ اور یہ کہہ کر وہ چپ ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بڑے حیران ہوئے کہ یہ عورت اپنے خاوند کی بڑی تعریفیں کر رہی ہے۔ تھوڑی دیر بعد پھر پوچھا تو کیوں آئی اس نے پھر کہا میرا خاوند بڑا نیک ہے سارا دن روزہ رکھتا ہے ساری رات عبادت میں گزار دیتا ہے۔ یہ کہہ کر پھر چپ ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بات نہ سمجھ سکے حیران تھے تو ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا' اے امیر المومنین! اس عورت نے بڑے پیارے لفظوں میں اپنے خاوند کی ایک کمزوری آپ کے سامنے پیش کر دی اور یہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہے تاکہ آپ اس کے خاوند کو سمجھائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' کونسی کمزوری؟ اسکا خاوند تو بڑا نیک نظر آتا ہے۔ اس نے کہا' کہ یہی تو وہ کہنا چاہتی ہے۔ کہ سارا دن روزہ رکھتا ہے اور ساری رات عبادت کرتا ہے۔ لیکن بیوی کے پاس وقت گزارنے کے لئے اس کے پاس فرصت ہی نہیں۔ تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سوچنے لگے کہ کتنے پیارے انداز سے بیوی نے اپنے خاوند کی شکایت کی۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے خاوند کو بلایا۔ وہ ایک صحابی تھے۔ بڑے نیک تھے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرشار تھے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت ان کو دن میں بھی روزے سے رکھتی اور ساری رات مصلے پہ کھڑا رکھتی۔ قرآن کی تلاوت کے مزے لیتے تھے۔ جب وہ آئے تو انہوں نے کہا جی ہاں۔ میں اللہ تعالیٰ کے قرآن میں اتنا مزہ پاتا ہوں میری بیوی کی طرف اتنی توجہ نہیں جاتی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب آپ نے مسئلے کو سمجھا اب مسئلے کا حل بھی آپ سمجھا دیجئے۔ چنانچہ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا کہ دیکھو شریعت نے حکم دیا ہے۔ اس لئے تم اپنی بیوی کو وقت دو۔ تمہیں چاہیے کہ اگر تم تین دن روزہ رکھنا بھی چاہتے ہو تو رکھو مگر چوتھا دن افطار کرو اور وہ دن تم اپنی بیوی کے ساتھ گزارو۔ یہ سن کر وہ تو

چلے گئے اور بیوی بھی خوش تھی کہ ہر تین دن کے بعد خاوند سے وقت مل جائے گا۔ لیکن حضرت عمر ؓ نے حضرت ابی بن کعب ؓ سے پوچھا کہ آپ نے یہ تین دن کی شرط کیسے لگائی۔ کہنے لگے کہ میں نے قرآن مجید کو دیکھ کر لگائی۔ قرآن مجید میں ایک مرد کو زیادہ سے زیادہ چار عورتوں کے ساتھ شادی کی اجازت دی۔ اگر بالفرض کوئی چار شادیاں بھی کر لے تو ہر عورت کو تین دنوں کے بعد چوتھی رات مل جائے گی۔ اس لئے میں نے شرط لگا دی کہ تم زیادہ سے زیادہ تین دن تک روزے رکھ سکتے ہو۔ چوتھے دن افطار کر کے تمہیں اپنی بیوی کے ساتھ وقت گزارنا پڑے گا۔ تو کئی مرتبہ نیک لوگ بھی اپنی نیکیوں میں لگ کے اپنی بیویوں سے غافل ہو جاتے ہیں۔ اور یہ بہت خطرناک غلطی ہے۔

تلاش معاش پر جانے والوں کی غلطی

کئی مرتبہ لوگ تلاش معاش کے سلسلے میں لمبے عرصے کیلئے چلے جاتے ہیں۔ لہٰذا بیوی کو وقت نہیں دے پاتے۔ حضرت عمر ؓ عنہ ایک مرتبہ آ رہے تھے۔ رات کا وقت تھا ایک گھر سے ان کو اشعار کی آواز سنائی دی جس سے پتہ چلا کہ ایک جوان بیوی اپنے خاوند کی محبت میں شعر پڑھ رہی تھی۔ چنانچہ وہ گھر آئے اور ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ مجھے بتاؤ کہ ایک عورت اپنے میاں کے بغیر کتنا وقت آرام سے گزار سکتی ہے۔ انہوں نے کہا، جتنی اللہ تعالیٰ نے عدت متعین کی ہے۔ یعنی چار مہینے دس دن کی بات ہے۔ چنانچہ حضرت عمر ؓ نے قانون بنا دیا کہ ہر مجاہد جو جہاد میں جائے گا چار مہینے کے بعد بالآخر گھر آئے گا اور اپنی بیوی کے ساتھ کچھ وقت گزارے گا۔ سوچئے کہ اگر ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی پاکیزہ شخصیت جو امت کی ماں ہیں وہ فرماتی ہیں کہ چار مہینے کی

مدت زیادہ سے زیادہ ہے تو جو لوگ سالوں اپنی روزی کی خاطر دوسرے ملکوں میں رہتے ہیں۔ او جی جوان بیٹا ہے مگر انگلینڈ چلا گیا اور اس کی بیوی ہمارے پاس رہتی ہے۔ اب ذرا سوچئے کہ بیوی ایک سال دو سال خاوند کے بغیر رہے گی۔ تو پھر گھر میں کیا معاملہ ہوگا۔ شیطان کو کتنا موقع ملے گا اس کی بیوی کو ورغلانے کا اور گناہ پہ اکسانے کا۔ ادھر بیوی گناہ کرے گی اُدھر خاوند گناہ کرے گا۔ اور اگر گناہ نہیں کریں گے تو گناہ کی حسرت تو ان کے ذہن میں رہے گی ہی سہی۔ تو پھر بھی تو عبادت میں دل نہیں لگے گا۔ لہٰذا ایسی صورت حال سے بچنا چاہیے۔ میاں بیوی ایک دوسرے سے چار مہینے سے زیادہ جدا نہ ہوں۔ ہاں کبھی کوئی ایسی ضرورت ایک مرتبہ پڑ جائے جیسے بالفرض کوئی نو مہینے کے لئے چلا گیا یا سال کے لئے چلا گیا۔ بیوی بھی بخوشی اجازت دیتی ہے اور خاوند بھی راضی ہے تو پھر ایسی صورت حال میں یقیناً بیوی اپنے وعدے کا پاس کرے گی۔ اس لئے کہ اس کے مشورے سے یہ بات طے ہوئی۔ مگر عام حالات میں ہم دیکھتے ہیں کہ بچے دوسرے ملک میں کاروبار کرنے کے لئے کوئی سعودی عرب گیا پانچ سال سے نہیں آیا۔ کوئی فلاں وجہ سے گیا سات سال سے نہیں آیا۔ یہ بہت معیوب بات ہے۔ بیوی کا حق ہے اور یہ وقت دینا تمہاری ذمہ داری ہے۔ روزی ملتی ہے نہیں ملتی گھر واپس آؤ۔ تم بھی بھوکے رہو گے بیوی بھی تمہارے ساتھ بھوک برداشت کر لے گی۔ اسے تمہاری ضرورت ہے، اسے مرغن غذاؤں کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا اس بات کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیے اور یہ خطرناک غلطی کبھی نہیں کرنی چاہیے کہ انسان اپنی بیوی کو وقت نہ دے۔

(۶) بیوی کیلئے پابندی اپنے لئے آزادی

چھٹی خطرناک غلطی عام طور پر جو خاوند کر لیتے ہیں وہ یہ ہے کہ گھر میں تو اصولوں کی پابندیاں کرواتے ہیں مگر خود اصولوں کی پابندی نہیں کرتے۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ بیوی کو تو کہیں گے کہ تم نے کزن سے پردہ کرنا ہے۔ کزن سے بات نہیں کرنی۔ لیکن جب اپنی کزن آتی ہے تو پھر پردہ نہیں کرتے۔ خود اس سے ہنس ہنس کر باتیں کرتے ہیں۔ بیوی کو کہتے ہیں کہ تم نے نامحرم کی طرف دیکھنا بھی نہیں۔ اور خود بیوی کی موجودگی میں نامحرم لڑکیوں کو للچائی نظروں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ پھر یہ جھگڑا نہیں بنے گا تو کیا بنے گا۔ اصول سب کے لئے ہیں۔ اگر اصول بیوی کے لئے ہیں تو اصول آپ کے لئے بھی ہیں۔

مجھے کیلیفورنیا میں ایک ایسی ہی خاتون ملی جو نیک تھی۔ اور اس کا خاوند اس کو فل حجاب میں رکھتا مگر اپنے لئے آزادی۔ بیچارہ کوئی غیر مقلد قسم کا نوجوان تھا۔ بیوی کو کہتا کہ تمہارے لئے حجاب کا حکم ہے۔ مزے کی بات دیکھئے کہ ایک مرتبہ چھٹی کے دن بڑا خوش ہوا اور کہنے لگا کہ میں تمہیں Beach (ساحل) پہ لے کر جاتا ہوں وہ Beach (ساحل) پر لے کر گیا۔ ہاتھ میں دستانے پہنائے اور پورا نقاب والا برقعہ پہنایا، پاؤں میں جرابیں پہنائیں تو بیوی کو تو اس طرح پہنا کر لے گیا۔ اور خود اس نے شارٹ پہن لی اور اس کی رانیں آدھی ننگی تھیں اور وہ Beach (ساحل) پر بیوی کو لے کر جا رہا ہے۔ او میاں تم ذرا عقل کے ناخن تو لو تمہاری مت ماری گئی تمہاری عقل چلی گئی۔ بیوی کے لئے تو اتنی پابندیاں اور اپنے لئے تمہاری یہ حالت ہے کہ شارٹ پہن کے آدھی رانیں ننگی کر کے تم دوسری جگہ جا رہے جہاں دوسری غیر مسلم لڑکیاں بھی ننگی پھرتی ہیں۔ اور پھر وہ خود تو غیر مسلم

لڑکیوں کو دیکھتا رہتا...... یہاں تک کہ Comments (تبصرہ) بھی دیتا، یہ لڑکی ایسی ہے، یہ ایسی لگ رہی ہے۔ اب سوچ سکتے ہیں اس کی بیوی کے دل پہ کیا گزر رہی ہوگی کہ مجھے تو اس نے یوں قید میں بٹھا دیا ہے اور خود انگریز لڑکیوں کو فقط چند انچ کے کپڑوں میں جو وہ نہاتے ہوئے پہنتی ہیں، ان میں چلتے ہوئے دیکھتا ہے۔ اور پھر Comments بھی دیتا۔ اس کی چال ایسی، اس کی شکل ایسی، اس کا فلاں ایسا، تو یہ تو خاوند کی انتہائی بے وقوفی ہوتی ہے۔

بہر حال یہ ایک بات سمجھنے کی ہے کہ جب بھی انسان گھر میں اصول بنائے تو اصول سب کے لئے ہونے چاہئیں۔ اگر بیوی کے لئے اصول ہیں تو خاوند کے لئے بھی وہی اصول ہونے چاہئیں۔ اگر خاوند پابندی نہیں کرے گا تو پھر بیوی سے پابندی کی کیا توقع کر سکتا ہے کہ بیوی کو تو کہے کہ تم نیک بن کر رہو۔ اور خود بیٹھا ہوا کیبل دیکھ رہا ہو۔ اور بیٹھا ہوا نیوٹ کلب کی فلمیں دیکھ رہا ہو۔ پھر تو گھر کے اندر جھگڑے ہی ہوں گے لڑائیاں ہی ہوں گی۔ لہذا یہ غلطی بھی کبھی نہیں کرنی چاہیے۔

(۷) نکتہ چینی کی عادت

ساتویں خطرناک غلطی جو عام طور پر خاوند کر لیتے ہیں وہ یہ ہے کہ بیوی کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ یہ نکتہ چینی یہاں تک بڑھ جاتی ہے ہر وقت بیوی کو شک کی نظر سے دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ یہ شک ایک مرض ہے اگر کسی کو یہ مرض لگ جائے۔ تو وہ پھر ہوا پر بھی تنقید کرنے لگ جاتا ہے کہ اس وقت یہ کیوں چل رہی ہے؟ میری بیوی کو کوئی Message (پیغام) تو نہیں لا کر دے رہی۔ ہم نے تو یہاں تک دیکھا کہ شک والے بندے کا حال اتنا برا ہوتا ہے کہ اس کی بیوی اپنے سگے بھائی سے بات کرتے ہوئے مسکرا پڑتی ہے تو خاوند کے دل کے

اندر شک پڑ جاتا ہے کہ یہ سگے بھائی سے مسکرا کر باتیں کیوں کر رہی ہے۔ آپ اندازہ تو کیجئے کیا عقل پہ پردے پڑ گئے کہ ایک شادی شدہ لڑکی اپنے بھائی سے بھی پیار سے بات نہیں کر سکتی تو پھر کس سے کر سکتی ہے۔ اس کی بنیاد وہی تنقید والی طبیعت ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر تنقید کی عادت نہیں ڈالنی چاہیے۔

کئی لوگوں کو دیکھا کہ دستر خوان پر آ کر بیٹھیں گے۔ دستر خوان کے اوپر انواع و اقسام کی چیزیں بنی ہوئی پڑی ہیں، مگر ان میں سے اچھی چیزوں کی تعریف کرنے کیلئے ان کی زبان سے ایک لفظ نہیں نکلے گا۔ اگر چٹنی میں نمک زیادہ ہے تو فوراً کہیں گے چٹنی میں نمک زیادہ ہے یا فلاں چیز میں یہ زیادہ ہے۔ تنقید تو فوراً کر دیتے ہیں اور تعریف کی کبھی توفیق نہیں ہوتی۔ ایک جگہ میرا جانا ہوا۔ وہاں پر ایک وزیر صاحب تھے۔ ان کی بیوی نے اپنے میاں کی بات بتائی کہ ساری زندگی میں نے ان کے کھانے خود پکائے لیکن آج تک انہوں نے کھانے کی تعریف نہیں کی، جتنے مہمان آتے ہیں تعریف کر کے جاتے ہیں جتنے لوگ آتے ہیں تعریف کر کے جاتے ہیں۔ اور ہمارے لئے بھی جو کھانا پکا تھا اتنا اچھا تھا۔ ہم نے خاوند سے کہا کہ کھانا ماشاء اللہ بہت اچھا تھا۔ اب جب اس نے یہ بات بیوی کو بتائی تو بیوی آگ بگولہ ہو گئی کہ تمہیں تو کبھی توفیق نہ ملی دو لفظ کہنے کی۔ چنانچہ ہمیں اس وقت احساس ہوا کہ یہ بہت بڑی غلطی ہوتی ہے کہ انسان چھوٹی چھوٹی چیزوں پر نکتہ چینی تو فوراً شروع کر دے اور اس کی زبان سے کبھی خیر کی بات نہ نکلے۔

کئی نوجوانوں کو دیکھا کہ باہر دوستوں کی محفل میں وہ گلاب کے پھول بنے ہوئے ہوتے ہیں اور جب گھر کے اندر آتے ہیں تو کریلا نیم چڑھا بنے ہوتے ہیں۔ ایسے کڑوے کہ بندہ تھو تھو کر دے، یوں بن کے گھر میں آتے ہیں تو پھر بیوی کو گھر میں کیسے سکون ملے گا۔ اس لئے یہ ساتویں غلطی کبھی نہیں کرنی چاہیے۔

بہترین پرفارمنس کیلئے لچک ضروری ہے

آج کل سائنس دان لوگ مشین بناتے وقت اس اصول کو مدنظر رکھتے ہیں کہ بہترین پرفارمنس کیلئے لچک ضروری ہے۔ لہٰذا وہ لوگ جب کوئی مشین بناتے ہیں۔ یا روبوٹ وغیرہ بناتے ہیں تو ان میں بھی Clearance and Tolerance (اصلاح اور لچک) رکھی جاتی ہے۔ تب پرزے آپس میں فٹ ہوتے ہیں۔ تو جب ہر چیز میں لچک رکھی جاتی ہے تب وہ صحیح کام کرتی ہے تو پھر گھر میں بھی Clearance and Tolerance ہونی چاہیے۔

کئی لوگوں کو دیکھا کہ گھر میں بچوں پر نکتہ چینی کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ ذرا سا اونچا بول پڑے تو کیوں بول پڑے...... ارے بچے ہیں، کھیلیں کودیں گے نہیں بھاگیں دوڑیں گے نہیں تو پھر یہ کیا کریں گے؟ تو نکتہ چینی کی عادت بری ہے۔ اصولی باتیں ہوں ان کو سمجھانا چاہیے۔ بڑی باتوں کو بتانا چاہیے اور چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظر انداز کر دینا چاہیے۔

خاوندوں کو کچھ چیزیں برداشت کر لینی چاہیں۔ چھوٹے بچوں کی باتیں یا بیوی کی ایسی باتیں برداشت کرنی چاہئیں۔ ہاں کوئی بڑی بات ہے جو اصولوں کے خلاف ہے یا شریعت میں گناہ ہے۔ اس پر تو واقعی ایکشن لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر معمولی باتوں میں نکتہ چینی یہ تو واہیات سی بات ہے۔ کسی نے کیا اچھی بات کہی۔

To run a big show one should have a big heart

بڑا شو چلانے کے لئے بندے کو دل بھی بڑا کر لینا چاہیے۔

چنانچہ یہ بھی بری بات ہے کہ انسان ہر وقت نکتہ چینی کرتا رہے اور دوسرے کو

شک کی نظر سے دیکھتا رہے۔

(۸) تیسرے بندے کی خاطر بیوی سے جھگڑا

آٹھویں اور اور خطرناک غلطی یہ ہے کہ انسان دوسروں کی وجہ سے اپنی بیوی سے جھگڑتا ہے، یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ اس عاجز کا تجربہ ہے میاں بیوی ایک دوسرے سے کبھی نہیں جھگڑتے جب بھی جھگڑتے ہیں کبھی نہ کبھی Third person (تیسرا بندہ) کی وجہ سے جھگڑتے ہیں۔ وہ تیسرا بندہ خاوند کی ماں بھی ہو سکتی ہے، خاوند کی بہن بھی ہو سکتی ہے، بیوی کے ماں باپ بھی ہو سکتے ہیں، بیوی کے بہن بھائی بھی ہو سکتے ہیں، بزنس ہو سکتا ہے یا کوئی اور چیز ہو سکتی ہے۔ ہمیشہ تیسرے کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان جھگڑے ہوتے ہیں۔ لہٰذا کسی تیسرے کی وجہ سے کبھی بھی آپس میں نہیں جھگڑنا چاہیے۔ اور تیسروں کو بھی خیال کرنا چاہیے کہ کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے میاں بیوی کے درمیان جھگڑے ہوں۔

یاد رکھنا لیلۃ القدر میں سب بندوں کی بخشش ہو جاتی ہے۔ چند بندوں کی بخشش نہیں ہوتی۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا ایک وہ بندہ جس کے دل میں مؤمن کے بارے میں کینہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی بخشش نہیں کرتے اور ایک وہ بندہ جو کسی میاں بیوی کے درمیان جھگڑا کھڑا کر دیتا ہے۔ اور ان کے درمیان نفرت اور دوری کا باعث بن جاتا ہے۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ ایسے بندے کی شب قدر کے اندر بھی مغفرت نہیں کی جاتی۔ لہٰذا ساس کو بھی سوچنا چاہیے کہ اگر میں نے کوئی ایسی بات کر دی جس کی وجہ سے میرے بیٹے نے بیوی سے جھگڑا کر لیا تو میں کہیں ان میں تو شامل نہیں ہو جاؤں گی، سسر کو بھی یہی سوچنا چاہیے، نند کو بھی یہی سوچنا چاہیے، رشتے داروں کو بھی یہی سوچنا چاہیے کہ ہم کوئی بات ایسی نہ کریں کہ

ہماری وجہ سے میاں بیوی کے درمیان فاصلہ ہو جائے۔ اگر فاصلہ ہو گیا تو یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شب قدر میں بھی بخشش نہیں کریں گے۔ لہٰذا میاں بیوی کو ایک دوسرے کے ساتھ کسی تیسرے کی وجہ سے ہرگز نہیں جھگڑنا چاہیے۔

(۹) الزام لگانا

نویں خطرناک غلطی خاوند یہ کرتے ہیں کہ چھوٹی چھوٹی بات پر اپنی بیوی پر شک کرتے ہیں یا الزام لگا دیتے ہے۔ یہ جو الزام کی بات ہے یہ بہت بری بات ہوتی ہے۔ خاوند نے دیکھا بیوی فون پر بات کر رہی ہوتی ہے۔ وہ بتا بھی دیتی ہے کہ میں نے فلاں سے بات کی ہے۔ نہیں نہیں تمہیں کسی کا فون آیا ہوگا۔ اس قسم کے شک میں نہیں پڑنا چاہیے۔ جب تک کوئی ٹھوس بات سامنے نہ آئے یا شرعی دلیل موجود نہ ہو، چھوٹی چھوٹی باتوں پر شک میں آجانا اور الزام لگا دینا۔ یہ گھر کی بنیاد اکھاڑ دیتی ہے۔ یاد رکھنا بیوی خاوند کا ہر ظلم برداشت کر سکتی ہے لیکن خاوند کا الزام برداشت نہیں کر سکتی۔

اور ضروری نہیں کہ کوئی اخلاقی الزام ہی ہو، اور بھی چھوٹے چھوٹے الزام بیوی پر لگاتے رہتے ہیں...... یہ نقصان ہوا تیری وجہ سے، بچے بگڑ گئے تیری وجہ سے، فلاں کام وقت پر نہ ہوا تیری وجہ سے۔ یہ سب الزام ہی تو ہیں۔ تو جن خاوندوں کی یہ عادت ہو ذرا ذرا سی بات پر۔ بیٹے نے بات نہ مانی تو بیوی کو کہا تو نے بگاڑ دیا ہے۔ ارے صاحب! آپ بھی تو باپ تھے آپ نے کونسا اسے سنوار لیا۔ آپ بھی بگاڑنے میں برابر کے شریک ہیں۔ تو یہ جو بیوی کو ذرا ذرا سی بات پہ الزام دے دینا کہ ہم وقت پر تقریب میں نہیں پہنچے تمہاری وجہ سے حالانکہ دیر بچوں نے کر دی تھی۔ یا کوئی اور وجہ بن گئی تھی۔ یہ بہت بڑی خطرناک غلطی ہوتی ہے۔

ایسی غلطی بھی نہیں کرنی چاہیے۔

(۱۰) بیوی کے اقارب سے بے اعتنائی

اور دسویں اور آخری بڑی غلطی عام طور پر جو خاوند لوگ کر لیتے ہیں وہ یہ ہے کہ بیوی کو کہتے ہیں کہ تم سے تو مجھے پیار ہے مگر تمہارے ابو اچھے نہیں لگتے، امی اچھی نہیں لگتی، مجھے تمہارے بھائی اچھے نہیں لگتے۔ عورت کو اگر یہ کہہ دیا جائے کہ اس کے قریب کے محرم مردوں سے مجھے نفرت ہے تو سوچئے کہ پھر اس بچی کے دل پر کیا بیتے گی۔ اس لئے کہ بیوی کا اپنے والدین کے ساتھ تعلق جذباتی لگاؤ میں داخل ہے اور فطری چیز ہے۔ وہ کبھی برداشت نہیں کر سکتی کہ اس کے والدین کے بارے میں کوئی الٹی سیدھی بات کرے۔ اگر وہ کسی مجبوری کی وجہ سے خاموش بھی ہو جائے گی تو دل تو اس کا ضرور دکھے گا۔ اس کی مثال ایسی سمجھیں کہ خاوند کے اپنے والدین کے بارے میں بیوی کچھ ایسی باتیں کر دے تو خاوند کے دل پر کیا گزرتی ہے۔ اسی طرح جب خاوند بیوی کے والدین کے بارے میں بات کرتا ہے تو اس کے دل پر بھی وہی کچھ گزرتا ہے۔

کبھی یہ بات بھی ایک لڑائی کا ذریعہ بنتی ہے کہ خاوند چاہتا ہے کہ میرے رشتے دار مطمئن رہیں۔ اور بیوی چاہتی ہے کہ میرے رشتہ دار مطمئن رہیں۔ ان کے لئے ایک بہترین اصول یہ ہے کہ شادی سے پہلے ان کا ایک باپ اور ایک ماں تھی اب شادی کے بعد دو باپ اور دو مائیں ہیں۔ کیونکہ شریعت نے ساس اور سسر کو ماں اور باپ کا درجہ دیا۔ تو جب بیوی ساس اور سسر کو ماں اور باپ کی نظر سے دیکھے گی تو جھگڑا ہی نہیں رہے گا۔ اسی طرح جب خاوند بھی ساس اور سسر کو ماں اور باپ کی نظر سے دیکھے گا تو لڑائی کا کوئی مسئلہ ہی نہیں رہے گا۔ خاوند کے جتنے

رشتے دار ہیں ان سب کے ساتھ شرعی طریقے پر اچھا تعلق رکھنا اور ان کو مطمئن رکھنا بیوی کی ذمہ داری ہونی چاہیے اور خاوند کی ذمہ داری یہ ہو کہ وہ بیوی کے رشتے داروں کو خوش رکھے۔ جب گھر میں یہ ذمہ داریاں اس طرح تقسیم ہو جائیں کہ بیوی ہر وقت یہ سوچے کہ میں اپنے میاں کے رشتے داروں کو ہر وقت کیسے خوش رکھ سکتی ہوں۔ اس کی امی کو خوش رکھوں، اس کی بہنوں کو خوش رکھوں، اس کے دوسرے رشتے داروں کے ساتھ بھی بنا کر رہنی چاہیے اور خاوند یہ سوچے کہ میں کس طرح اپنی بیوی کے رشتے داروں کو اچھا رکھوں تو پھر دونوں کے درمیان جھگڑے کا کوئی مسئلہ ہی نہیں رہتا۔

لیکن آج کل نوجوان تو عام طور پر یہ غلطی کر لیتے ہیں۔ وہ نہیں سمجھتے کہ اس کی کتنی اہمیت ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ خبردار! تم نے اپنے گھر نہیں جانا۔ خبردار تم نے اپنے گھر والوں سے بات نہیں کرنی۔ اور یہ معاملہ بڑا عجیب ہو جاتا ہے۔

ایک جوڑے کا واقعہ

ایک مرتبہ UAE میں ایک جوڑا جو بیعت تھا۔ اس کا معاملہ اس عاجز کے سامنے آیا۔ معاملہ کیا تھا کہ خاوند صاحب اگرچہ دین کی محنت پر کافی وقت لگانے والے تھے، کئی مہینے اور چلے لگانے والے تھے۔ دیندار اور نیکوکار تھے۔ مگر گھر کے اندر ان کے مسئلہ تھا۔ ان کی بیوی عالمہ تھی۔ انڈیا میں ایک بڑے مدرسے سے فارغ ہو کر آئی تھی اور دین کا کام کر رہی تھی۔ اور بے چاری نے ایک مرتبہ ایک فقرے کے اندر کچھ اپنے دل کا غم کہہ ڈالا کہ مجھے بہت مصیبت ہے۔ پریشان ہوں دعا کیجئے گا۔ چنانچہ میں نے میاں بیوی دونوں کو بلایا۔ اور دونوں کو بلا کر جب بات پوچھی، گھر کے حالات پوچھے۔ میاں تو کہنے لگا کہ جی ہم بڑی سکون والی زندگی گزار رہے ہیں۔ مگر خاموشی سے بیٹھی ہوئی بیوی رونے لگ گئی۔ اس نے کوئی

لفظ بھی نہ کہا اس عاجز نے سمجھ لیا کہ کہیں نہ کہیں درمیان میں کوئی مسئلہ ہے۔ لوگ اپنی باتیں بتاتے ہیں۔ پیر حضرات باتوں کو سنتے ہیں۔ مگر In between the line ان کو خود ریڈ کرنا پڑتا ہے۔ سمجھنا پڑتا ہے کہ معاملہ کیا ہے۔ چنانچہ جب معاملہ سامنے آیا تو پتہ چل گیا کہ انہوں نے اپنی بیوی پر پابندی لگائی ہوئی تھیں تم اپنے گھر فون نہیں کر سکتی، ان کو خط نہیں لکھ سکتی چار سال گزر گئے تھے وہ لڑکی اپنے گھر نہیں جا سکی تھی۔ حالانکہ خاوند کا کاروبار، اتنا تھا کہ ایک سال میں وہ چار مرتبہ چکر لگا سکتی تھی۔ خاوند خود تین یا چار مرتبہ اپنے ماں باپ کو مل آتا۔ مگر اپنی بیوی کو اس نے چار سال سے گھر نہیں جانے دیا۔ اس پر اور مصیبت دیکھئے کہ خط لکھنے کی اجازت نہیں، فون کرنے کی اجازت نہیں۔ پھر جلتی پر تیل کا کام دیکھ لیجئے، خود بیوی کے پاس بیٹھ کر اپنے ماں باپ کو فون کرتا۔ کتنا بڑا ظلم ہے اور یہ ایک دیندار بندہ اپنی نیک بیوی پر کر رہا تھا۔ اور بیوی بے چاری چونکہ نیک اور دیندار تھی اس لئے وہ خاوند کی خاطر یہ سب قربانیاں دے رہی تھی۔ مگر بیٹی تھی اس کا بھی دل تڑپتا تھا کہ میں کبھی اپنی ماں سے ملوں، اپنے باپ کو دیکھوں لہٰذا اس کا دل غمزدہ رہتا تھا۔ اب بتاؤ اس کو گھر میں کیسے سکون ملے۔

میں نے اس آدمی سے کہا کہ دیکھیں آپ کے پاس کیا شرعی دلیل ہے کہ اگر بیوی گھر جائے گی تو پھر کوئی گناہ کا معاملہ ہوگا؟ کہنے لگا ہرگز نہیں میری بیوی تقیہ نقیہ پاک صاف ہے اس کے گھر والے بھی نیک ہیں مجھے ایسا کوئی خطرہ نہیں۔ میں نے کہا، پھر بھیجنے میں کیا رکاوٹ ہے؟ کہنے لگے بس مجھے ویسے ہی وہ اچھے نہیں لگتے۔ میں نے کہا اچھا اب آئندہ آپ نے اس بات کی پابندی کرنی ہے کہ اگر آپ ایک مرتبہ گھر میں چکر لگائیں تو ایک مرتبہ بیوی کو بھی چکر لگانے کی اجازت ہوگی، ایک فون آپ کریں گے تو ایک فون بیوی کو کرنے کی اجازت ہوگی۔ تو جب

یہ اس کو بتایا کہ یہ تمہارے گھر کے مسائل کا حل ہے۔ تو اب خاوند صاحب کو ہوش آیا کہ میں کیا غلطی کرتا رہا۔ مگر بیوی کہنے لگی نہیں حضرت مجھے ہر دن فون کرنے کی ضرورت نہیں، مہینے میں ایک دفعہ بھی امی سے بات ہو جائے تو میرے لئے تو عید کا دن ہو جائے گا۔ چنانچہ ان کے گھر کے سارے مسئلے اسی ایک عمل سے حل ہو گئے۔ اور گھر کے اندر پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو پرسکون زندگی عطا کر دی۔ وہ صاحب دوبارہ آئے اور کہنے لگے حضرت میں آپ کا احسان نہیں اتار سکتا۔ پتہ نہیں شیطان نے مجھے کیا ورغلا دیا، میرے دماغ میں کیا ڈال دیا تھا کہ میں نے اپنے گھر کو جہنم کی طرح بنا لیا تھا۔ آپ نے معاملہ فہمی کے ساتھ سمجھا دیا۔ اب ہمارے گھر میں جنت کی سی رونقیں آ گئی ہیں۔

خلاصۂ کلام

تو دیکھئے یہ دس بڑی خطرناک غلطیاں ہیں۔ ممکن ہے اس کے علاوہ بھی بہت ساری ہوں۔ لیکن عاجز کے دل میں جو باتیں آئیں وہ آپ کے سامنے پیش کر دیں۔ ان غلطیوں سے خاوندوں کو بچنا چاہیے۔ اگر بچیں گے تو پھر ان کو اللہ تعالیٰ خوشیوں بھری زندگی عطا کریں گے۔ گھر کے اندر بھی سکون ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی ان کو عزتیں ملیں گے۔ اللہ رب العزت کے ہاں بھی ان کو نیکی ملے گی۔ لہٰذا آج کی باتیں یہیں تک مکمل کرتے ہیں۔ شاید ان خطرناک غلطیوں سے بچ کر آپ کے گھروں کے ماحول اور اچھے ہو جائیں۔

ابھی اسی Topic (موضوع) کو ہم کل بھی بیان کریں گے۔ کیونکہ اس عاجز کے حساب سے اس موضوع پر ابھی آدھا بیان ہوا ہے اور تقریباً آدھا یا کچھ زیادہ ابھی باقی ہے۔ کل انشاء اللہ خاوندوں کے بارے میں جو دوسرا حصہ رہ گیا وہ بیان کریں گے۔ چونکہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بیان ہو چکا اتنا کافی ہے مزید باتیں

کریں گے تو سننے والے بھی تھکاوٹ کی وجہ سے اس کو دل سے نہیں سنیں گے۔ اور جو مرد لوگ بیٹھے ہیں وہ تو پہلے ہی چاہتے ہیں کہ جلدی یہ ٹاپک ختم ہو۔ تا کہ ہمیں یہ نصیحتیں زیادہ نہ سننی پڑیں۔ اور اس عاجز کا دل یہ چاہتا ہے کہ کل یہ تازہ دم ہو کے پھر آئیں گے۔ صاف دماغوں سے بیٹھیں گے پھر ان کو اصلی باتیں بتائی جائیں گی تا کہ اچھی طرح ان کو ذہن نشین ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خوشیوں بھری زندگی عطا فرمادے۔ اور ہماری غلطی کوتاہیوں کو معاف فرمادے اور اب تک ہم جن غلطیوں کے مرتکب ہوتے رہے۔ پروردگار ان غلطیوں کو معاف فرما کر ہمیں قیامت کے دن رسوا ہونے سے محفوظ فرمائے۔

وآخر دعونا ان الحمد لله رب العلمین

☆☆☆☆☆